ہمسایوں کے حقوق

مولانا سید زوار حسین شاہ رحمہ اللہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں متعدد جگہ بندوں کے حقوق کی تفصیل بیان فرمائی ہے اور ان کی ادائیگی پر زور دیا ہے، چنانچہ سورۂ نساء میں ماں، باپ، رشتہ داروں، یتیموں محتاجوں، ہمسایوں، مسافروں، خادموں وغیرہ کے حقوق کی ادائیگی پر توجہ دلائی ہے۔ آج کل کے معاشرے میں بندوں کے حقوق کی طرف سے لاپروائی کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ پریشانی، تنگ دلی، تنگ نظری، افلاس، خودغرضی وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے اور تمام نظام عالم کو درہم برہم کر رکھا ہے، اولاد، ماں باپ کی نافرمان ہو رہی ہے۔ ماں باپ اولاد کے رویے سے بے زار ہیں۔ بھائی بھائی کا دشمن ہے۔ خویش واقارب ایک دوسرے کے حق میں سانپ اور بچھوؤں کے مانند ہو گئے ہیں۔ پڑوسی اپنے پڑوسی سے نالاں ہے۔ حالانکہ اسلام نے ہمیں ایک ایسا مربوط معاشرتی نظام دیا ہے کہ جس پر چل کر ہماری زندگی بہت خوش گوار بن سکتی ہے۔ مثال کے طور پر ہمسایوں کے حقوق کے بارے میں سورۂ نساء کی اسی آیت میں مذکور ہے۔ والجار ذی القربیٰ والجار الجنب (النساء:۳۶) تم اپنے پاس والے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی۔

پاس والے پڑوسی سے مراد وہ ہے، جس کا گھر اپنے گھر کے پاس ہو، یا جو نسب میں قریبی ہو، یا جو دین کے اعتبار سے قریبی ہو۔ اس لحاظ سے استاد بھائی بھی پڑوسی کے درجے میں ہے اور دور والا وہ ہے جس کا گھر فاصلے پر ہو، مگر محلہ ایک ہی ہو، جو پڑوسی رشتے دار نہ ہو، یا دین میں شریک نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر اہل حقوق کافر ہوں تب بھی ان کے ساتھ احسان کیا جائے، البتہ مسلمانوں کا حق اسلام کی وجہ سے ان سے زیادہ پہلے درجے میں ہوگا۔ چناں چہ حضرت جابر عبداللہ بن رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑوسی تین طرح کے ہیں، ایک پڑوسی وہ ہے جس کے تین حق ہیں، یعنی پڑوسی ہونے کا حق، رشتہ دار ہونے کا حق اور اسلام کا حق، اور ایک پڑوسی وہ ہے جس کے دو حق ہیں۔ یعنی پڑوسی ہونے کا اور مسلمان ہونے کا، اور ایک پڑوسی وہ ہے جس کا صرف ایک حق ہے یعنی صرف پڑوسی ہونے کا، اور وہ مشرک یا اہل کتاب ہے۔

اس حدیث شریف میں معلوم ہوا کہ ہمسائے کا ایک حق محض انسان ہونے کی حیثیت سے ہے۔ اگرچہ وہ اس کا ہم

مذہب وہم خیال نہ بھی ہو، اور اگر چہ وہ اس سے اور کوئی قرابت نہ رکھتا ہو اس کے بعد جس قدر قرابتیں زیادہ ہوتی جائیں گی اسی قدر اس کا حق دوسرے سے فائق ہوتا جائے گا، اور جس قدر ہمسائیگی یا قربت وغیرہ میں دوری ہوتی جائے گی اس کا حق اسی قدر مؤخر ہوتا جائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے دو ہمسائے ہیں، میں ان دونوں میں سے کس کی طرف ہدیہ بھیجوں؟ (یعنی جب کہ صرف ایک ہی کی طرف بھیجنا ہو)۔ تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں میں سے جو تیرے مکان سے قریب ہے۔ اس کو بھیج، اس کو امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔

ہمسائے کے حقوق کے بارے میں کثرت سے حدیثیں آئی ہیں جن سے ان کے حقوق کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ ام لمومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی ہمیشہ تاکید کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ پڑوسی کو وارث بنادیں گے۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ و امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔ ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک اچھا دوست وہ ہے جو اپنے دوستوں سے اچھا ہو، اور چھا ہمسایہ وہ ہے جو اپنے ہمسایوں کے ساتھ اچھا ہو۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو سالن پکائے تو اس میں شوربہ یادہ کرلیا کر، اور اس سالن سے اپنے ہمسائے کی خبر گیری کیا کر، اس کو امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔ جو لوگ اپنے ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے بلکہ ان کو ستاتے رہتے ہیں ان کے بارے میں حدیثوں میں وعیدیں آئی ہیں، چنانچہ بخاری سلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کی قسم وہ ایمان دار نہیں، اللہ کی قسم وہ ایمان دار نہیں، اللہ کی سم وہ ایمان دار نہیں۔" آپ سے سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون شخص ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا ہمسایہ اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں۔ بہت سے لوگوں کے پڑوسی بھوکے سوتے ہیں اور ان کو خبر تک نہیں ہوتی۔ ایسے لوگوں کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص مومن نہیں جو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں عورت اپنی نماز، روزہ اور خیرات کی کثرت کے باعث مشہور ہے۔ مگر وہ اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جہنم میں ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ہمسایوں کا ایک دوسرے پر کس قدر حق ہے، اور ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنے اور ان کو تکلیف پہنچانے کے باعث دنیا میں ذلت ہوتی ہے اور آخرت میں عذاب کا مستحق ہوتا ہے۔

ہمسایوں کے حقوق کئی طرح کے ہیں، مثلاً یہ کہ اس کے ساتھ احسان کرے اور رعایت سے پیش آئے۔ اس کے بیوی بچوں کی آبرو کی حفاظت کرے۔ کبھی کبھی اس کے گھر تحفہ وغیرہ بھیجتا رہے، خاص طور پر جب کسی کا پڑوسی اتنا غریب ہو کہ فاقے تک نوبت پہنچ جاتی ہو تو اس کو کچھ نہ کچھ کھانا ضرور دیا کرے، اس کو تکلیف نہ دے، بلاوجہ معمولی معمولی باتوں میں اس سے رنج وتکرار نہ کرے۔ اگر کوئی ہمسایہ غیر مسلم ہو تو اس کے بھی حقوق ہیں۔ مثلاً یہ کہ بلاقصور کسی کو جان ومال کی تکلیف نہ دے، کسی شرعی وجہ کے بغیر اس کے ساتھ بدزبانی نہ کرے، اگر کسی کو مصیبت یا فاقے یا بیماری میں مبتلا دیکھے تو اس کی مدد کرے، کھانا پانی دے دے، علاج معالجہ کرادے اور جس صورت میں شریعت نے سزا کی اجازت دی ہو، اس میں بھی ظلم وزیادتی نہ کرے۔ جس طرح شہر وبستی میں ہمسایہ ہوتا ہے اسی طرح سفر میں بھی ہوتا ہے۔ یعنی سفر میں روانہ ہوتے ہی جو اس کا رفیق سفر ہو یا راستے میں اتفاقاً اس کا ساتھ ہو گیا ہو تو اس کے حقوق بھی آبادی کے ہمسائے کی طرح ہیں۔ مثلاً یہ کہ اس کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دے، ریل گاڑی یا موٹر وغیرہ پر سوار ہوتے وقت اس کو آرام پہنچائے وغیرہ۔

بعض ہمسائے محتاج ہونے کی وجہ سے اور بھی زیادہ توجہ کے مستحق ہوتے ہیں۔ جیسے یتیم، بیوہ، عاجز، ضعیف، مسکین، بیمار، اپاہج وغیرہ ان کے اور بھی زائد حقوق ہیں۔ وہ یہ کہ مال سے ان کی خدمت کرے، اپنے ہاتھ پاؤں سے ان کا کام کر دیا کرے، ان لوگوں کی دل جوئی اور تسلی کرتا رہے اور جہاں تک ہو سکے ان کی حاجت اور سوال کو رد نہ کرے۔ اگر ان اہل حقوق کے کسی حق کی ادائیگی میں کچھ کمی ہو گئی ہو تو اس کو پورا کرے یا ان سے معاف کرائے اور آئندہ اس بات کا خیال رکھا کرے کہ کوئی کوتاہی نہ ہونے پائے اور ہمیشہ ان کے حقوق میں دعائے خیر کرتا رہے، اگر اس کے پڑوسی کی طرف سے کوئی زیادتی ہوئی ہو یا حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہوئی ہو تو اس کو معاف کر دیا کرے، اس میں بہت ثواب ہے۔ خاص کر جب کوئی شخص منت سماجت کر کے معافی چاہے تو معاف کر دینے میں بہت ہی ثواب ہے۔

عمل جب تک نہ ہو ولولہ بے کار ہوتا ہے

اگر ہر شخص اس ذمے داری کو محسوس کرے اور اپنے ہمسائے کے حقوق کا پوری طرح خیال رکھے اور انفرادی احساس کے ساتھ اگر ہر محلے والے اپنے اپنے محلے میں اجتماعی تنظیمیں قائم کر کے اہل محلّہ اور ہمسایوں کے لئے کام کریں تو ہمارے معاشرے میں اصلاح ہو کر نہایت پر سکون ماحول پیدا ہو سکتا ہے، اور ہماری زندگی آرام وراحت میں تبدیل ہو سکتی ہے، اور ہم دین ودنیا کی سعادت سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق اور اس پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے ہمسائے کو تکلیف دی اس نے مجھ کو تکلیف دی اور جس نے مجھ کو تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی اور جو شخص اپنے پڑوسی سے لڑا وہ مجھ سے لڑا اور جو مجھ سے لڑا وہ اللہ تعالیٰ سے لڑا۔

☆☆☆